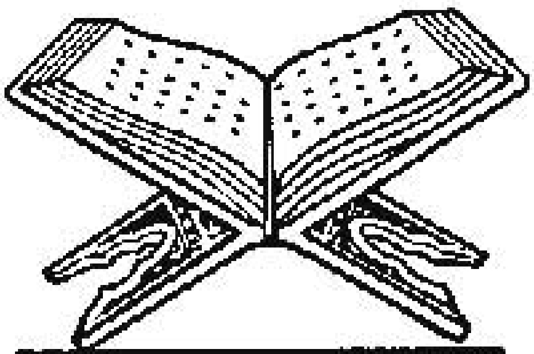

قرآن کریم سے سائنسی نظریات ثابت کرنے کا حکم

تحریر: شیخ صالح العثیمین

جو لوگ قرآن کی تفسیر ''(سائنسی معجزات) کے ذریعہ کرتے ہیں کبھی کبھار وہ قرآن کریم کی ایسی تفسیر تک کر جاتے ہیں کہ جس کا کوئی احتمال نہیں۔ہم مانتے ہیں کہ ان کے بہت اچھے استنباط بھی ہوتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں قرآن حق ہے اور وہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہے اور یہ بات ان غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دعوت دینے میں فائدہ دیتی ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی لائی ہوئی تعلیمات کی تصحیح کیلئے صرف حسی دلائل پر اعتماد کرتے ہیں۔لیکن کبھی کبھار قرآن کی سائنس کی مدد سے تفسیر کرنے والے ایسی تفسیر کر جاتے ہیں جس کا وہ محتمل نہیں۔مثلاً ان کا اس آیت کے متعلق کہنا: ﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾ [الرحمن:۳۳]

''اے گروہ جنات وانسان! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو! بغیر سلطان (غلبہ وطاقت کے تو تم نکل ہی نہیں سکتے)۔''

اس سے مراد آج لوگوں کا چاند وستاروں وغیرہ تک پہنچنا ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾ (تم سلطان کے بغیر نکل سکتے ہی نہیں) اور ان کے نزدیک سلطان سے مراد علم (سائنس) ہے اور بلاشبہ یہ تحریف ہے اور کلام اللہ کی اس طرح کی تفسیر کرنا حرام ہے کیونکہ جو کوئی اس آیت پر تدبر کرے گا تو وہ پائے گا یہ یوم قیامت کے بارے میں بیان کر رہی ہے اور مکمل سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہے، فرمایا: ﴿اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا﴾ [الرحمن:۳۳] (اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو) اور یہ لوگ آسمانوں کے کناروں سے نہیں نکلے بلکہ آسمان تک بھی نہیں پہنچے اور ساتھ ہی آگے یہ بھی فرمایا:

﴿یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ﴾ [الرحمن:۳۵] (تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا) اور ان لوگوں پر یہ شعلے اور دھواں نہیں چھوڑا گیا (یعنی اس سے مراد یہ نہیں)۔

الغرض لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے تجاوز کیا اور قرآن کریم میں سائنسی حقائق کو ثابت کرنے میں غلو سے کام لیا اور دوسری طرف بعض نے تفریط کی اور ایسی چیزوں تک کا انکار کر دیا کہ جو ثابت ہیں یہ کہتے ہوئے کہ سابقہ علماء کرام میں سے کسی نے ایسا نہیں کہا لہٰذا ہم کسی صورت میں یہ قبول نہیں کر سکتے اور یہ بھی غلطی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم اگر مخلوقات سے متعلق دقیق معلومات وسائنسی حقیقت پر دلالت کرتا ہے تو اسے قبول کر لینے میں کوئی مانع نہیں بشرطیکہ الفاظ میں ان کا احتمال بھی ہو، لیکن اگر الفاظ میں اس کا کوئی احتمال تک نہ ہو تو ایسی تفسیر نہیں کی جاسکتی۔ [منقول من شبكة سحاب السلفية] دوسرے مقام پر آپ سے سوال ہوا: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ [العنكبوت: ۲۸] ''اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔'' اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: اس سے وہ علماء مراد ہیں کہ جن کا علم انہیں خشیتِ الٰہی تک پہنچا دے اس سے وہ علماء (سائنسدان) مراد نہیں کہ جو کائنات کے کچھ اسرار جانتے ہوں جیسے وہ نظام فلکی وغیرہ سے متعلق کچھ اسرار جانتے ہوں یا جسے سائنسی معجزات وحقائق کہا جاتا ہے ہم اس کے منکر نہیں ہیں کہ قرآن مجید میں بعض ایسی باتیں ہیں کہ جن کی حقیقت آئندہ زمانوں میں مزید ظاہر ہوئی۔ لیکن بعض لوگ ان سائنسی حقائق یا نظریات میں غلو سے کام لیتے ہیں یہاں تک کہ لگتا ہے گویا انہوں نے قرآن کو کوئی سائنس یا ریاضی کی کتاب بنا دیا ہے اور یہ غلطی ہے۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں کہ سائنسی حقائق کے اثبات میں مبالغہ آرائی سے کام لیا جائے کیونکہ ممکن ہے فلاں بات جس کو حقیقت کہہ رہے ہیں وہ محض نظریہ ہو اور نظریات تو بدلتے رہتے ہیں۔ اب اگر ہم قرآن مجید کی دلالت سے اس فلاں نظریہ کو ثابت کرتے ہیں اور آگے مزید تحقیق کے نتیجے میں وہ غلط ثابت ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوا قرآن کریم کی دلالت غلط تھی۔ پس یہ مسئلہ انتہائی خطرناک ہے۔

اسی لیے کتاب وسنت میں ان تمام باتوں کا خوب اہتمام کیا گیا ہے جو لوگوں کو ان کی عبادات اور معاملات میں نفع پہنچائے اور اس کی باریک ترین باتیں بھی واضح کر دیں یہاں تک کہ کھانے پینے، بیٹھنے اور اٹھنے وغیرہ تک کے آداب بھی بتا دیئے۔ لیکن کائنات کا یا سائنس کا علم اس تفصیل سے نہیں آیا۔

اسی لیے میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کا اس سائنسی حقائق کی کھود کرید میں بہت زیادہ انہماک انہیں اس چیز سے غافل کر دے گا جو اس سے زیادہ اہم تر ہے یعنی کہ عبادت الٰہی جس کیلئے قرآن کریم نازل ہوا،

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾[الذاريات: ٥٦] ''میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔'' البتہ کائنات کا علم رکھنے والے سائنسدان ان سائنسی حقائق کو جاننے میں جہاں تک پہنچے ہیں اس بارے میں دیکھا جائے گا اگر اس سائنسی علم تک پہنچنے سے وہ ہدایت یاب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا اور اسلام قبول کر کے مسلمان عالم بن گئے کہ جو اللہ تعالیٰ سے کما حقہ ڈرتے ہیں تو اچھی بات ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے کفر پر ہی باقی رہتے ہیں اور محض یہاں تک کہتے ہیں کہ اس کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ تو ایسا کہنے اور مان لینے سے وہ اپنے پہلے کفریہ کلام سے باہر نہیں نکلے۔ صرف اتنا کہہ لینا انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ کیونکہ سب ہی جانتے ہیں کہ اس دنیا کا کوئی بنانے والا ہے۔

کیونکہ یہ کائنات یا تو خود بنی ہے، یا پھر اچانک دھماکے (بگ بینگ) سے بن گئی ہے، یا پھر اسے اس کے خالق یعنی اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اب پہلی صورت میں کہ خود اپنی تخلیق کی ہو تو یہ محال ہے کہ کوئی بھی چیز اپنے آپ کو خود بنائے۔ کیونکہ وہ اپنے وجود سے پہلے معدوم تھی تو خالق کیسے ہو سکتی ہے؟ اور دوسری صورت یہ اچانک حادثاتی طور پر وجود میں آ گئی ہو تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ ہر حادث کا کوئی محدث ہونا ضروری ہے اور یہ سارا نظام عالم بنا کسی سابقہ نمونے کے، اتنا عظیم، سبب ومسبب اور کائنات کے بعض امور کا بعض سے مربوط ہونے کے ساتھ چل رہا ہے۔ یہ سب اس بات کو قطعاً مانع ہے کہ یہ سب حادثاتی طور پر وجود میں آ گیا ہو۔ کیونکہ جو چیز حادثاتی طور پر ہو اول تو وجود کے اعتبار سے کسی نظام کے تحت نہیں ہوتی پھر کیسے اس سے بھی بڑھ کر یہ منتظم اور باقاعدہ ترقی پذیر بھی ہو۔ پس جب یہ مخلوقات خود اپنی خالق نہیں اور نہ ہی حادثاتی طور پر وجود میں آئی ہیں تو پھر متعین ہو گیا کہ اس کا کوئی نہ کوئی موجد (وجود میں لانے والا) ہے اور وہی رب العالمین ہے۔ [مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمینؒ - ۲۸/۲۶]

سوال: کیا قرآن کی تفسیر جدید سائنسی نظریات سے کی جا سکتی ہے؟

جواب: سائنسی نظریات کے ساتھ قرآن کی تفسیر کرنے کے اپنے خطرات ہیں جیسے اگر ہم قرآن کریم کی تفسیر ان نظریات سے کرتے ہیں پھر کوئی دوسرا نظریہ اس کے بعد آتا ہے جو کہ سابقہ نظریے کی نفی کرتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمنان اسلام کی نظر میں قرآن غیر صحیح بن جائے گا، اگرچہ مسلمانوں کی نظر میں تو آسان ہے کہ وہ کہہ دیں گے اصل غلطی اس شخص کی ہے جس نے اس سائنسی نظریہ سے قرآن کی تفسیر کی تھی،

لیکن جو دشمنان اسلام ہیں وہ تو ہمارے بارے میں گردش ایام کی تاک میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اسی لیے میں غایت درجے اس سے خبردار کرنا چاہوں گا کہ اس قسم کی سائنسی تفسیر کرنے میں جلد بازی سے ہرگز کام نہ لیا جائے بلکہ اسے فی الواقع امور پر چھوڑ دیا جائے کہ اگر کوئی واقعی چیز ثابت ہو رہی ہے، رونما ہو رہی ہے، تو سب دیکھ لیں گے ہمیں کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی کہ قرآن مجید نے تو اسے پہلے ہی ثابت کر دیا تھا۔

کیونکہ قرآن کریم عبادت، اخلاق اور تدبر کی غرض سے نازل ہوا ہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا آيَاتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[ص:۲۹]

''یہ مبارک کتاب ہم نے آپ پر نازل کی ہے تا کہ اس کی آیات پر تدبر (غور وفکر) کیا جائے اور تا کہ عقل مند لوگ اس سے نصیحت پکڑیں۔''

نا کہ اس قسم کی باتوں کیلئے نازل ہوا ہے کہ جو تجربات سے ثابت ہوتی ہیں یا لوگ اپنے علم و ہنر سے حاصل کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ قرآن مجید کی مراد ان باتوں کو لینے میں بہت ہی عظیم و شدید خطرہ ہے۔ میں آپ کو ایک مثال بیان کرتا ہوں، فرمان الٰہی ہے: ﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾[الرحمٰن:۳۳] ''اے گروہ جنات وانسان! اگر تم میں آسمانوں اور زمین میں کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو! بغیر سلطان (غلبہ وطاقت) کے تو تم نکل ہی نہیں سکتے۔''

جب لوگ چاند پر پہنچ گئے تو بعض لوگوں نے اس کی تفسیر اس چاند پر پہنچ جانے سے کی اور اس کا مقصود یہ واقعہ قرار دیا اور کہا کہ اس آیت میں سلطان سے مراد علم (سائنس) ہے اور وہ اپنے علم سے کشش ثقل اور زمین کے کناروں سے باہر نکل گئے اور یہ غلط ہے، جائز نہیں کہ قرآن کی تفسیر اس سے کی جائے۔ کیونکہ اگر آپ اس معنی سے قرآن کی تفسیر کرتے ہیں تو گویا کہ آپ گواہی دے رہے ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی یہی مراد تھی اور یہ ایک بہت ہی عظیم گواہی وشہادت ہے کہ جس کے بارے میں تم سے عنقریب پوچھا جائے گا۔

حالانکہ جو کوئی بھی اس آیت پر غور وفکر و تدبر کرے گا تو وہ پائے گا کہ یہ تفسیر باطل ہے کیونکہ اس آیت میں تو بروز قیامت لوگوں کے احوال کا بیان ہے۔ آپ سورۂ رحمٰن پڑھ کر دیکھیں تو آپ پائیں گے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بعد واقع ہوئی ہے: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ

﴿الْإِكْرَامِ O فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾[الرحمٰن:۲۶-۲۸] ''جو کوئی اس پر ہے وہ فنا ہو جائے گا، مگر صرف تیرے رب کی ذات بابرکت ہی باقی رہ جائے گی۔ پس اے گروہ جن وانس! تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟۔'' پھر ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا یہ لوگ آسمانوں کے کناروں تک سے باہر نکل چکے ہیں؟ جواب ہے نہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: ﴿إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾[الرحمٰن:۳۳] ''اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے۔''

دوسری بات یہ کہ فرمایا: ﴿يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ﴾[الرحمٰن:۳۵] ''تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا۔'' کیا ان لوگوں پر یہ شعلے اور دھواں چھوڑا گیا؟ جواب ہے نہیں۔ لہٰذا اس آیت کی یہ تفسیر صحیح نہیں جو لوگ کرتے ہیں۔ بس ہم یہ کہیں گے کہ یہ لوگ جہاں تک بھی پہنچے ہیں وہ تجرباتی علوم کے ذریعہ ہے جو کہ انہوں نے تجربوں سے حاصل کیا ہے جبکہ ہمارا قرآن کریم کی تحریف کرنا تاکہ اسے زبردستی اس کی دلالت کیلئے موڑا جائے صحیح نہیں ہے اور جائز بھی نہیں۔ [کتاب العلم للشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ]

اسی طرح سے القول المفید شرح کتاب التوحید باب (ماشاء اللہ و شئت) کے تحت فرماتے ہیں: اسی طرح سے بعض معاصرین لوگ نصوص کتاب اللہ کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جس کے وہ اہل نہیں ہوتے صرف اس لیے تاکہ وہ جدید سائنس، طب یا فلکیات وغیرہ کے مطابق ہو جائے۔

یہ وہ تمام باتیں ہیں کہ جو کسی بھی انسان کیلئے ناقابل ستائش ہے۔ کیونکہ ہر انسان پر واجب ہے کہ وہ نصوص کو اسی طرح سے سمجھے جس طرح سے وہ ہیں، پھر اس کا فہم ان نصوص کے تابع ہو، نہ کہ اپنے فہم یا جو، وہ اعتقاد رکھتا ہے نصوص کو ان کے تابع کرنے کی کوشش کرے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ: استدل ثم. (پہلے استدلال کرو پھر اس کے مطابق اعتقاد بناؤ) نہ کہ پہلے کوئی اعتقاد بنالو اور پھر اس کے مطابق استدلال پیش کرنا شروع کر دو۔ کیونکہ اگر تم پہلے کوئی اعتقاد بنالو گے پھر استدلال تلاش کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ تمہارا اعتقاد تمہیں اس بات پر ابھارے کہ تم نصوص کی اپنے اعتقاد کے مطابق تحریف کرنے لگو جیسا کہ یہ بات ان مختلف ملل و مذاہب کے طرز عمل سے ظاہر ہے جو اس شریعت کی مخالفت کرتے ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ لے کر آئے۔ آپ ان کو پائیں گے کہ وہ نصوص کی تحریف اپنے عقیدے کے مطابق کرنا چاہیں گے۔

الغرض جب انسان کے پاس ہوائے نفس ہو تو وہ اسے اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ محض اسے اپنی ہوا (خواہش نفس) کے موافق بنانے کیلئے نصوص کی ایسی تعبیر کرے جس کے وہ اہل ہی نہیں۔ (القول المفید شرح

کتاب التوحید) اسی طرح سے شیخ اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا اور ان میں اپنی مخلوقات کے عجائب اور غرائب کے اسرار و مقدر فرمائے اور ان میں سے جس کی تفصیل چاہی سورۂ فصلت میں تفسیر فرمائی: ﴿قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ○ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ○ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ [فصلت: ۹ تا ۱۲]

”آپ کہہ دیجیے! کہ تم اس اللہ کا انکار کرتے ہو اور تم اس کے شریک مقرر کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین پیدا کر دی، سارے جہانوں کا رب وہی ہے اور اس نے زمین میں اس کے اوپر سے پہاڑ گاڑ دیئے اور اس میں برکت رکھ دی اور اس میں (رہنے والوں) کی غذاؤں کی تجویز بھی اسی میں کر دی، (صرف) چار دن میں، ضرورت مندوں کیلئے یکساں طور پر۔ پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں (سا) تھا پس اسے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے، دونوں نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں۔ پس دو دن میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب احکام کی وحی بھیج دی اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور نگہبانی کی، یہ تدبیر اللہ غالب و دانا کی ہے۔“

اور ان میں سے بہت سی باتیں اپنے بندوں سے مخفی رکھیں۔ کسی کیلئے حلال نہیں کہ وہ کائنات کے اسرار میں سے کسی چیز کو ثابت کرے سوائے منقول یا محسوس دلیل کے۔ البتہ محض نظریات کے ذریعہ ایسی کسی بات کو ثابت کرنا کہ جو متغیر ہوتے اور بدلتے رہتے ہیں تو ان پر اعتماد کرنا ممکن نہیں اور اس سے بھی شدید تر اور بدتر یہ بات ہے کہ ان کی وجہ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں تحریف کی جائے اور انہیں زبردستی توڑ مروڑ کر ان نظریات کے مطابق ڈھالا جائے جن میں نقص اور فساد کا احتمال ہوتا ہے جس کسی نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے کوئی بات کی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں پکڑے گا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی کتاب کے فہم اور اس پر عمل کی توفیق دے اور ہمیں اپنے قول و عمل میں ٹیڑھ پن اور گمراہی سے محفوظ رکھے۔ ماخوذ از: (الضیاء اللامع من المخطب الجوامع لا بن عثیمین رحمہ اللہ)